رہے سلامت تمہاری نسبت

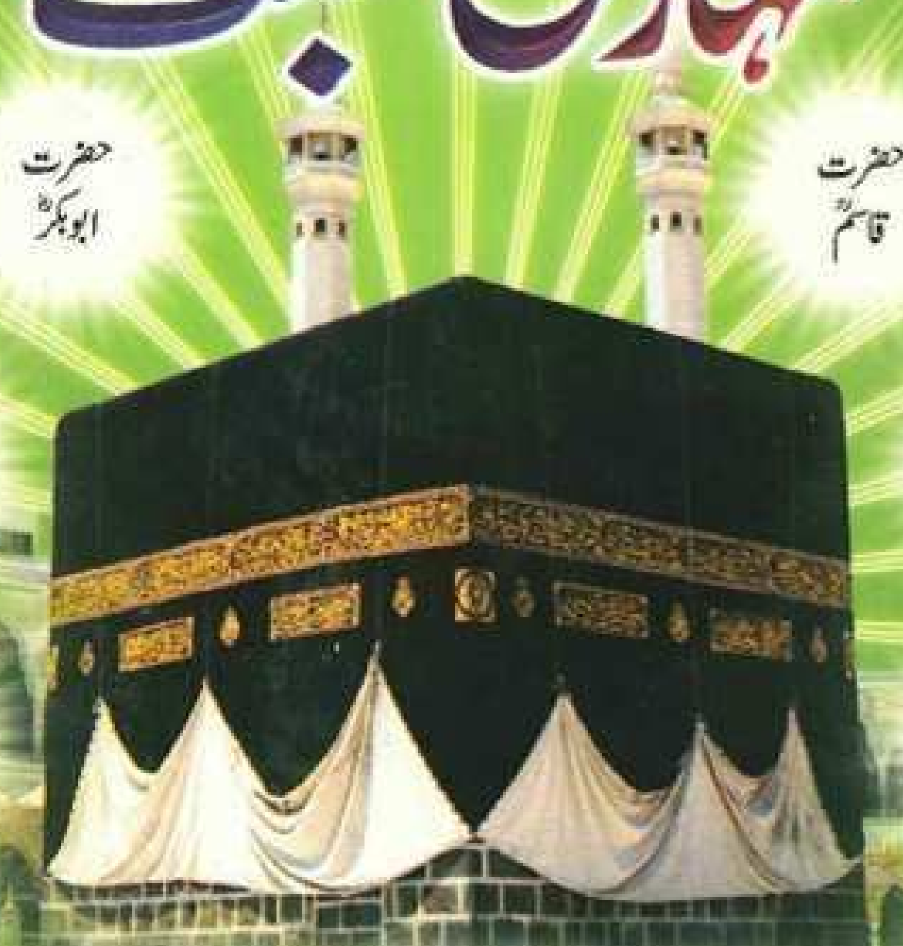

حضرت ابوبکرؓ

حضرت قاسمؒ

حضرت یعقوب چرخیؒ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

حضرت بہاؤالدین نقشبندیؒ

حضرت بایزید بسطامیؒ

حضرت فضل علی قریشیؒ

حضرت مجدد الف ثانیؒ

حضرت غلام حبیبؒ

حضرت خواجہ محمد معصومؒ

حضرت عبدالمالک صدیقیؒ

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

دار الکتاب دیوبند

باب 6

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور نسبت اتحادی

نسبتوں کی جملہ اقسام میں سے سب سے مضبوط اور اعلیٰ نسبت "نسبت اتحادی" ہے۔ اس نسبت کی اولین اور بہترین مثال سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ ہے۔ آپؓ کو نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک بے مثل اتحاد نصیب تھا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں اس قدر رنگے گئے تھے کہ نقل اصل کی مانند ہوگئی تھی۔ بقول شاعر

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(میں تو بن جاؤں اور تو میں بن جائے، میں جسم بن جاؤں اور تو جان بن جائے تاکہ بعد میں کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں اور تھا تو اور ہے)

آپ کی زندگی کے جس گوشے پر بھی نظر ڈالیں اس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بے نظیر مطابقت دکھائی دیتی تھی۔ آیئے آپؓ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے ساتھ موازنہ کریں۔ اس سلسلے میں

کچھ تقابلی نکات اور حالات و واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ تمام نکات حضرت مولانا نورالحسن شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ کی کتاب نبی و صدیق سے اخذ کیے ہیں۔

اخلاق و شمائل و عادات و خصائل

① اخلاق کریمانہ

ابتدائے وحی میں حضرت ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے حضور ﷺ کو تسکین و تسلی دیتے ہوئے فرمایا واللہ، اللہ کی قسم اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ آپ بے سہاروں کا سہارا بننے والے ہیں۔ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ اور جن کے پاس کچھ نہ ہو ان کو کما کر دینے والے ہیں۔ وَ تَقْرِیْ الضَّیْفَ آپ مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔ وَ تُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ اور اچھی باتوں پر آپ مدد کرنے والے ہیں۔ اس طرح حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اپنے آقا کی پانچ صفتیں گنوائیں اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کریں گے۔

مشرکین مکہ کے ایک رئیس ابن الدغنہ نے ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی تعریف میں بالکل یہی الفاظ کہے۔

انک تکسب المعدوم، و تصل الرحم و تحمل الکل و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق (صحیح بخاری. باب کیف کان بدا الوحی)

② مہربان اور رحیم

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو رؤف اور رحیم کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

بالمؤمنین رؤف رحیم لہ (توبہ)

(آپ تو اہل ایمان پر مہربان اور رحیم تھے)

بالکل انہی دو صفات کے ساتھ سیدنا صدیق اکبرؓ بھی مشہور تھے۔ نبی علیہ السلام نے خود آپ کو مہربان اور رحیم فرمایا۔

ابو محجنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اراف امتی ابو بکر (سب سے زیادہ میری امت پر شفیق ابو بکر ہیں)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

ارحم امتی بامتی ابو بکر

(میری امت میں سب زیادہ میری امت پر رحیم ابو بکر ہیں)

ان روایات سے حضور نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبرؓ کی شان رؤفیت اور رحمت میں مشابہت کا پتہ چلتا ہے۔

③ غیرت مجسم

غیرت بھی صفات حمیدہ میں سے ہے۔ صدیق اکبرؓ نے انحضرت ﷺ کی اس صفت میں بھی حصہ پایا۔ حدیث مبارکہ ہے انا اغیر واللہ اغیر منی بے شک میں غیور ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہیں۔

صدیق اکبرؓ کے بارے میں فرمایا:

كان اغير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر (ابن سعد، جلد ۳، ص ۱۷۶)

(اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب زیادہ غیور حضرت ابوبکرؓ ہیں)

④ شاعری سے بعد

نبی اکرم ﷺ کا دور شعر و شاعری کا دور تھا۔ مگر ہر دو حضرات کو شاعری سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔

نبی کریم ﷺ کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا:

و ما علمنه الشعر و ما ينبغي له (يٰس)

(اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور نہ ہی وہ آپ کے شایان شان ہے)

ابن عساکرؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا "خدا کی قسم حضرت ابوبکرؓ نے نہ تو اسلام لاتے سے قبل اور نہ بعد میں کوئی شعر کہا"

⑤ شراب سے اجتناب

شعر و شاعری کی طرح اس دور میں شراب نوشی کا رواج بھی عام تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبرؓ دونوں اس سے مجتنب رہے۔

ابن عساکرؒ اور ابو نعیمؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے قبول اسلام سے پہلے ہی شراب کو اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا۔ (تاریخ الخلفاء)

⑥ نظافت اور صفائی پسندی

نبی کریم ﷺ انتہائی نفیف الطبع اور صفائی پسند اور تھے حسب ارشاد

و ثیابک فطہر و الرجز فاھجر (اور اپنے کپڑوں کو پاک کیجئے اور پلیدی کو دور کیجئے) آپ کی صفائی پسندی کا یہ حال تھا کہ غزوہ احد میں شدید درد و تکلیف کے باوجود آپ نے غیر صاف شدہ پانی پینے سے انکار کر دیا۔

حضور ﷺ کی طرح حضرت صدیق اکبر ؓ بھی بالطبع صفائی پسند اور نفیف الطبع تھے۔ سفر ہجرت میں ایک منزل پر ایک چرواہا بکریوں کا ریوڑ لئے نظر آیا حضرت ابو بکر ؓ نے اس سے دودھ کی فرمائش کی جب دودھ دوہنے کا وقت آیا تو حضرت ابو بکر ؓ فرماتے ہیں: "میں نے اس سے کہا کہ بکری کے تھن صاف کر لے پھر کہا اپنے ہاتھ صاف کر لے پھر اس نے برتن میں دودھ دوہا اور میں اس برتن کے منہ پر کپڑا ڈال کر حضور ﷺ کے لئے لے آیا"۔ اس واقعے سے ان کی طبعی نظافت پسندی کا اندازہ ہوتا ہے۔

جوشِ تبلیغ اور استقامت فی الدین

دعوت و تبلیغ مقام نبوت و منصب رسالت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جس انداز میں تبلیغ کی اور ان کو اس کے جواب میں جو مشکلات درپیش آئیں اس کی کچھ جھلکیاں حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی زندگی میں بھی ملتی ہیں۔

1. جس طرح تبلیغ دین اور اشاعت دین میں حضور ﷺ نے جانگداز مصائب اٹھائے حتیٰ کہ طائف کے اشرار نے آپ پر سنگباری کی اور اس حد تک جور و ستم کا نشانہ بنایا کہ آپ کو حضرت زید ؓ (جو اس تبلیغی مہم میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے) اٹھا کر شہر سے باہر ایک باغ میں لے گئے اور پانی پلایا۔ اسی طرح دعوت الیٰ

الاسلام کی پاداش میں مشرکین مکہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس قدر مارا
آپ ؓ گویا کچلے گئے، قبیلہ بنی تیم کے لوگ دوڑے دوڑے آئے، مشرکوں کو ہٹا
اور ایک کپڑے میں ڈال کر آپ رضی اللہ عنہ کو گھر اٹھا لائے۔

2 جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشرکین کے نرغے سے نکالا، اور
سے ہٹایا گیا اسی طرح ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلے میں عقبہ بن ابی معیط چا
ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گلا گھونٹ رہا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس لعین کو آ
سے ہٹایا اور آپ کو بچایا۔

3 جس طرح کافروں نے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر مارا کہ آپ بے
ہوش ہو گئے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مشرکین کی مار سے بے ہوش گئے۔

4 جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا
اسلام کا شیر دائرہ اسلام میں آیا اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعا
حضرت حمزہؓ جیسا اسلام کا شیر دائرہ اسلام میں آیا۔

(جس دن مشرکین مکہ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو تشدد کا نشانہ بنایا اور آپ بیہوش
ہو گئے سیدنا امیر حمزہؓ اسی دن دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ گویا آپ دعائے
عملی تھی)

5 ہر دو حضرات علیہما السلام کو حد درجے عزم و ثبات اور استقامت و استقلال
الدین حاصل تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین کی حقانیت کا اس قدر یقین تھا اور دعوت دین کا عز
اس قدر پختہ تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں کافروں سے

دین کے لئے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو جائے یا اللہ اپنا دین غالب کرے۔ (رواہ البخاری)

یہی الفاظ آپ ﷺ نے مکہ میں ابوطالب سے کہے اور صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کے نمائندے سہیل سے کہے۔ (ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل سوم)

جب سرداران قریش مل کر آپ کے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور ان پر دباؤ ڈالا کہ یا تو اپنے بھتیجے کو سمجھا لو یا خود بیچ سے ہٹ جاؤ۔ اس وقت ابوطالب نے آپ ﷺ کو سمجھایا کہ جان عم! میرے اوپر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں۔ لہٰذا تم اس کام سے باز آ جاؤ۔ اس وقت آپ نے اپنے چچا سے عزم و یقین سے بھرپور لہجے میں فرمایا

خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تاکہ میں اس دعوت اسلام سے دستبردار ہو جاؤں تب بھی میں اس سے دستبردار نہیں ہوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا یا میں اس راہ میں جان سے مارا جاؤں۔

عزم و ثبات اور استقامت کی یہی جھلک جناب صدیق اکبرؓ کی ذات میں بھی نظر آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب عرب کے اکثر قبائل مرتد ہو گئے اور کہا کہ ہم زکوۃ نہ دیں گے تو آپؓ نے ان سے جہاد کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اگرچہ کہ بہت سے صحابہ کرام اس بارے میں متردد تھے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ زکوۃ کے اونٹ تو بڑی چیز ہیں اگر مجھے اونٹ کی رسی جو دیا کرتے تھے نہ دیں گے تو میں ان سے ضرور جہاد کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے بھی آپ کو یہی مشورہ دیا کہ حالات کا تقاضہ ہے کہ آپ نرمی

فرمائیں۔ فرمایا

اے عمر! تم جاہلیت میں تو بڑے بہادر تھے کیا اسلام میں بزدل ہو گئے۔ وحی منقطع ہو چکی۔ دین پورا ہو گیا، کیا دین میں کمی کی جائے اور میں زندہ رہوں؟ یہ نہیں ہو سکتا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا

"مجھے پرندے اچک لے جائیں تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہوگا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم میں کوئی ترمیم کروں"

ابو بکر عیاشؒ کہتے تھے کہ میں نے حضرت ابو حصینؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ "پیغمبروں کے بعد ابو بکرؓ سے افضل کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ مرتدین سے لڑنے میں انہوں نے وہ کام کیا جو ایک نبی کرتا"

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت و تبلیغ استقامت فی الدین اور عزم و استقلال میں پختگی کے لحاظ سے سیدنا صدیق اکبرؓ کو نبی علیہ السلام کے ساتھ کمال درجے کی مشابہت حاصل تھی۔

ہجرت

اللہ رب العزت نے جناب صدیق اکبرؓ کو سفر ہجرت میں اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کا صاحب کا رفیق اور یار غار بنا کر آپ کو جو فضل و شرف بخشا اس نے آپ کو اصحاب رسول ﷺ کی پوری جماعت میں ممتاز و منفرد بنا دیا۔ کچھ نکات اشتراک ملاحظہ کریں۔

① رفاقت سفر

جس طرح صدیق اکبرؓ نبی اکرم ﷺ کے رفیق تھے اسی طرح رسول کریم ابوبکر صدیق ؓ کے رفیق تھے۔ اور یہ رفاقت ومصاحبت اللہ کے حکم سے تھی۔

② ثانی اثنین

غار میں حضور ﷺ حضرت صدیق اکبرؓ کے دوسرے تھے اور حضرت صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کے دوسرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ثانی اثنین اذھما فی الغار۔

③ یار غار

صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کے یار غار ہیں اور حضور ﷺ صدیق اکبر ؓ کے یار غار ہیں اور ایسے یار غار کہ ان کی یاری کے مسلمہ وفا وخلوص کی بنا پر یار غار کی مستقل اصطلاح وضع ہوگئی۔

④ اللہ ثالثھما

غار ثور میں جب کفار ہر دو حضرات علیہما السلام کے انتہائی قریب پہنچ گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یا ابا بکر ما ظنک باثنین اللہ ثالثھما متفق علیہ
(ابوبکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے اللہ جن کا تیسرا ہو)
سبحان اللہ کیا شان ہے یار غار رسول سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول کے ساتھ ملا کر دو کا دوسرا فرمایا تو رسول کریم ﷺ نے دو کے ساتھ اللہ کو ملا کر تین کر دیا اور صدیق اکبرؓ ان تین میں سے ایک ہوئے۔

5 حزن وملال سے ممانعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر نبی کریم ﷺ کو غم وحزن سے منع فرمایا جیسے ولا تحزن علیھم (آپ ان کا غم نہ کھائیے) ولا یحزنک قولھم (ان کی بات کا غم نہ کریں)

غار ثور میں جب کفار بہت قریب آ گئے تو صدیق اکبرؓ کو غم لاحق ہوا کہ کہیں یہ لوگ حضور ﷺ کو نقصان نہ پہنچا دیں لہٰذا وہ رونے لگے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا (میرا غم نہ کھاؤ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے)

6 معیت باری تعالیٰ

ان اللہ معنا سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت کا جو شرف نبی کریم ﷺ کو حاصل تھا وہی شرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی حاصل تھا۔

معیت لفظی

نبی اکرم ﷺ کا صدیق اکبرؓ کو یہ فرمانا کہ ''اے ابوبکر تیرا کیا گمان ہے ان دو کے متعلق جن کا تیسرا اللہ ہو'' اس میں گویا اللہ تعالیٰ کی ہر دو حضرات کے ساتھ معیت کو لفظوں میں واضح کر دیا۔

معیت معنوی

بعضوں نے کہا ہے کہ اللہ ان دونوں کے ساتھ یا ان دونوں کا تیسرا، لفظاً بھی تھا اور معناً بھی لفظاً یوں کہ حضور ﷺ کو کہا جاتا تھا یا رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر

صدیق ﷺ کو کہا جاتا تھا یا خلیفۃ رسول اللہ! اور معناً اس طرح کہ اللہ تعالیٰ باعتبار مدد و نصرت اور ارشاد و ہدایت کے حضور ﷺ اور صدیق اکبر ؓ کے ساتھ تھے۔

معیت مستقلہ

پھر اللہ رب العزت کی معیت و مصاحبت وقتی اور ہنگامی نہ تھی بلکہ لفظی معیت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہر دو حضرات کو حاصل ہے۔ قیامت تک حضور ﷺ کا جو بھی نام لے گا محمد رسول اللہ کہے گا اور صدیق اکبر ؓ کو خلیفہ رسول اللہ کہا جائے گا۔ یہ شرف باقی حضرات کو حاصل نہیں ہے باقی سب کو امیر المومنین ہی کہا جاتا ہے۔

⑦ دونوں کے قتل یا گرفتاری پر انعام

قریش نے اشتہار دیا تھا کہ جو شخص محمد ﷺ یا ابوبکر ؓ کسی ایک کو گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا اور دونوں کو قتل یا گرفتار کر کے لائے گا اسے دو سو اونٹ ملیں گے۔ گویا دونوں کے اوپر برابر کا انعام رکھا ہوا تھا۔

⑧ دونوں حضرات کی خدمت میں تحفہ

حضرت زبیر ؓ شام سے تجارت کا سامان لے کر آ رہے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ اور حضرت صدیق اکبر ؓ کی خدمت میں چند بیش قیمت کپڑے پیش کیے۔ (صحیح بخاری، سیرت النبی)

⑨ ایک دوسرے کے ردیف

اس مبارک سفر میں ہر چند کہ ہر دو حضرات کی سواری کیلئے مستقل اپنا اونٹ موجود تھا تاہم اتحاد وتشابہ کا رنگ دیکھئے کہ کبھی ایک اونٹ پر حضور ﷺ آگے سوار ہوتے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی اونٹ پر ان کے پیچھے اور کبھی ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ پر آگے سوار ہوتے اور حضور ﷺ ان کے پیچھے۔

سبحان اللہ کیا شان ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نبی علیہ السلام کے ساتھ یک رنگی کی کہ ہر ایک موقع، مقام اور عمل میں حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ ہیں۔

فکر و ذہن

نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سوچ، فکر اور ذہن میں بھی ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ چند ایک واقعات ملاحظہ ہوں۔

① اسیران بدر کا فیصلہ

حضور ﷺ نے بدر سے واپس مدینہ آکر صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ اسیران جنگ کے معاملے میں کیا کیا جائے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ سب قتل کر دیئے جائیں اور ہم میں سے ہر شخص اپنے عزیز کو خود قتل کرے نبی کریم ﷺ نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا یا رسول اللہ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ان کو معاف فرمادیں اور ان سے زرفدیہ قبول فرما لیں۔ حضور ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور انہیں معاف فرمادیا اور فدیہ قبول

کرلیا۔اس پر یہ آیت اتری

لو لا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم

(اگر خدا کا تو نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا تو جو کچھ تم نے کیا اس پر بڑا عذاب نازل ہوتا)(سورۃ انفال)

آنحضرت ﷺ اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ عتاب ربانی سن کر رونے لگے۔صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں رو رہے ہیں۔عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے ساتھیوں نے جو فدیہ لیا اس پر خدا کی طرف سے جو پیش کیا گیا اس پر روتا ہوں۔

یہاں نبی علیہ السلام اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فکری ہم آہنگی ملاحظہ ہو کہ دونوں نے ایک ہی فیصلے کو پسند فرمایا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے جو ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو اس پر آپ دونوں حضرات کا ردعمل بھی ایک طرح کا تھا۔

② سلب قاتل کا حق

غزوہ حنین میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک مشرک سے سخت مقابلہ ہوا بالآخر وہ مشرک واصل جہنم ہوا۔لیکن اس کا سلب ایک اور شخص نے لے لیا۔(جہاد کسی مسلمان کے ہاتھوں کافر مارا جائے تو مقتول کے بدن پر جو کوئی کپڑا یا سامان ہوتا ہے اسے سلب کہتے ہیں)

ابو قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے بعد میں دربار نبوی میں یہ سارا قصہ بیان کیا۔اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ صحیح کہتا ہے اس کا سلب میرے پاس

ہے۔ آپ اسے میری طرف سے راضی فرمادیں کہ یہ مجھ سے اپنا حق نہ مانگے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا "نہیں خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ کا ایک شیر اللہ کی طرف سے لڑتا ہے اور رسول اللہ ﷺ اس کا سلب تمہیں عطا فرمادیں"

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر نے سچ کہا اور ابوقتادہؓ کو سامان دلوادیا۔ اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر دو حضرات کی سوچ میں کس قدر ہم آہنگی تھی۔

3 جو ہمیں روکے گا ہم اس سے لڑیں گے

غزوہ حدیبیہ کے موقع پر جب نبی ﷺ عازم مکہ تھے تو انہیں اطلاع ملی کہ قریش نے آپ کے مقابلے کیلئے فوج جمع کی ہوئی ہے۔ اور ان میں مختلف قبائل کے لوگ بھی شامل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا فرمایا! لوگو! مجھے مشورہ دو تمہاری کیا رائے ہے؟ ان قبائل پر جو قریش کی مدد کو گئے ہوئے ہیں حملہ کر دیا جائے یا اپنا سفر جاری رکھا جائے؟ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا:

یارسول اللہ! آپ بیت اللہ کی زیارت وطواف کے ارادہ سے نکلے تھے، کسی سے لڑائی قتال کا ارادہ نہیں تھا۔ آپ بیت اللہ ہی کی طرف چلتے رہیں البتہ جو ہمیں روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے آپ کی رائے کو پسند کیا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر چل پڑو۔ بالکل یہی الفاظ نبی علیہ السلام نے عروہ بن مسعود سفرائے مشرکین سے

حدیبیہ میں ارشاد فرمائے۔ فرمایا:

''ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہم تو صرف بیت اللہ کے طواف کیلئے آئے ہیں جو ہمیں اس سے روکے گا ہم اس سے لڑیں گے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکالمہ

صلح حدیبیہ جب لکھی گئی تو اس موقع پر سفیر قریش سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جو توہین آمیز رویہ اختیار کیا اس سے تمام صحابہؓ مضطرب اور بے قرار تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ صلح کی جو شرائط تھیں اس سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا تھا جیسے دب کر صلح ہو رہی ہو۔ لہٰذا تمام صحابہ کرامؓ میں غم و اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت عمرؓ تو وفور جوش سے از خود رفتہ ہو گئے اور اسی بے چینی میں دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور نبی ﷺ سے درج ذیل مکالمہ ہوا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: کیا آپ اللہ کے نبی برحق نہیں ہیں

حضرت محمد ﷺ: ہاں! ہوں!!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

حضرت محمد ﷺ: ہاں! ہیں!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: پھر ہم دین میں ذلت کیوں گوارا کریں؟

حضرت محمد ﷺ: بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور وہی میرا ناصر و مددگار ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے۔

حضرت محمد ﷺ: ہاں! لیکن کیا میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اسی سال

کعبۃ اللہ جائیں گے؟

حضرت عمرؓ: نہیں یہ تو نہیں فرمایا تھا'

حضرت محمد ﷺ: بس جب تم بیت اللہ جاؤ گے تو اس کا طواف بھی کرو گے۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ اٹھ کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے۔ ان دونوں کے درمیان یہ مکالمہ ہوا۔

حضرت عمرؓ: ابو بکرؓ کیا آپ ﷺ اللہ کے برحق نبی نہیں؟

حضرت ابو بکر صدیقؓ: ہاں! ہیں!

حضرت عمرؓ: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

حضرت ابو بکر صدیقؓ: ہاں! ہیں!!

حضرت عمرؓ: پھر ہم دین میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟

حضرت ابو بکر صدیقؓ: بلا شبہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں! اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتے اور وہی ان کا ناصر و مددگار ہے۔ پس تم آپ ﷺ کی اطاعت میں مضبوط و ثابت قدم رہو۔ خدا کی قسم آپ حق پر ہیں۔

حضرت عمرؓ: کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ: ہاں لیکن کیا حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اسی سال بیت اللہ جائیں گے؟

حضرت عمرؓ: نہیں!

حضرت ابو بکر صدیقؓ: پس جب تم بیت اللہ جاؤ گے تو اس کا طواف بھی کرو گے

سبحان اللہ حضرت عمرؓ کے ہر دو حضرات علیہما السلام کے ساتھ مکالمہ

حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فکر اور سوچ کے ساتھ ساتھ کلمات والفاظ میں بھی کتنی یکسانیت پائی جاتی ہے۔

5 قلعہ فتح نہ ہوگا

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ قلعہ، طائف کے محاصرہ کے دوران نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ مجھے دیا گیا لیکن ایک مرغ نے آکر ٹھوکر ماردی اور جو کچھ اس پیالہ میں تھا سب گر گیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کا ارادہ جو اس قلعہ کے فتح کرنے کا ہے وہ ابھی حاصل نہ ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے دل میں بھی یہی بات ہے کہ یہ ابھی فتح نہیں ہوگا۔ (اصح السیر ص ۳۳۵) یہاں بھی ملاحظہ کریں کہ دونوں حضرات کی سوچ میں کتنی ہم آہنگی ہے۔

اعمال وافعال

نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اعمال وافعال میں بھی حد درجہ تشابہ اور توافق پایا جاتا ہے۔ کچھ مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

1 فدک

نبی کریم ﷺ اپنی حیات میں باغ فدک کی آمدن کو بنی ہاشم پر خرچ کیا کرتے تھے۔ ان کے بچوں کو بار بار عطا فرماتے تھے اور اس سے بے نکاحوں کی شادیاں کیا کرتے تھے۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ نے ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا کہ

آپ فدک کو ان کیلئے (فاطمہؓ) کیلئے مخصوص فرمادیں لیکن نبی اکرم ﷺ نے انکار فرمادیا۔ (مشکوۃ المصابیح)

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت فاطمہؓ نے ایک آدمی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور حضور ﷺ کے ترکہ (خیبر فدک اور اراضی مدینہ) میں سے اپنی میراث کا مطالبہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انکار فرمادیا اور فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے امور و معمولات میں ذرا برابر کمی بیشی نہیں کروگا۔ اگر میں ایسا کروں تو مجھے خدشہ ہے کہ میں راہ راست سے بھٹک جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ مسلمانوں پر صدقہ ہوتا ہے۔ آل محمد ﷺ اس مال سے فقط خرچ خوراک لیتے ہیں (صحیح البخاری)

جس طرح سیدہ فاطمہؓ نے حضور ﷺ سے فدک کا مطالبہ کیا تھا اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی فدک کا مطالبہ کیا۔ اور جس طرح حضور ﷺ نے ان کے جواب میں انکار فرمادیا اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی انکار فرمادیا۔ ہر دو حضرات کے عمل میں کس قدر مشابہت ہے۔

2 دونوں حضرات سے ایک مطالبہ

طائف سے قبیلہ ثقیف کا ایک وفد نبی علیہ السلام کی خدمت میں قبول اسلام کیلئے حاضر ہوا۔ لیکن ساتھ ہی ایک درخواست کی کہ انہیں نماز معاف کردی جائے رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست قبول کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا: اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔

حضور ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ کے گردونواح کے قبائل نے مسلمانوں
سے لڑنے کیلئے اپنی فوجیں اکٹھی کیں اور مدینہ کے قریب پڑاؤ ڈال دیا اور اپنے
وفد مدینہ روانہ کیے جنہوں نے وہاں پہنچ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پیغام بھیجا
کہ وہ نماز ادا کرنے کو تو تیار ہیں البتہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ آپؓ
نے جواب میں فرمایا کہ" واللہ! میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ
میں فرق کرتے ہیں"
عمل کی ہم آہنگی ملاحظہ کریں کہ دونوں حضرات کے سامنے کچھ لوگ دین کا
ایک رکن معاف کروانا چاہتے تھے۔ لیکن آپ نے انکار فرمادیا۔

ایک ہی عمال حکومت

مؤرخ ندویؒ رقم طراز ہیں:
عاملوں اور عہدہ داروں کے انتخاب میں ابو بکرؓ نے ہمیشہ ان لوگوں کو
ترجیح دی جو عہدہ نبوت میں عامل یا عہدہ دار رہ چکے تھے۔ مثلاً عہد نبوت میں مکہ پر
عتابؓ بن اسید، طائف پر عثمانؓ بن ابی العاص، صنعا بن مہاجرؓ بن امیہ، حضرموت
پر زیادؓ بن لبید اور بحرین پر علاءؓ بن الحضرمی مامور تھے اس لئے خلیفہ اول نے بھی
ان مقامات پر ان ہی لوگوں کو برقرار رکھا۔ (خلفائے راشدین ص ۵۴، ۵۵)

ایک ہی نظام حکومت

حضور نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبرؓ کے عہد کا نظام حکومت بھی ایک تھا
کوئی ایسا ٹیکس لگانے کی اجازت نہ تھی جو عہد رسالت میں نہ تھا اور جو ٹیکس عہد
رسالت میں تھے انہیں بہر حال وصول کیا جاتا تھا۔

5 بنو قضاعہ سے جنگ

(۱) عہد رسالت میں بنو قضاعہ کی شورش دبانے کیلئے نبی اکرم ﷺ نے ان سے جنگ کی اور غزوہ ذات السلاسل پیش آیا۔ عہد صدیقی میں بنو قضاعہ مرتد ہو گئے۔ لہٰذا ان کی سرکوبی کیلئے سیدنا صدیق اکبرؓ نے بھی ان سے جنگ کی۔

(۲) حضور ﷺ کے وقت میں بھی اسلامی فوج کے امیر حضرت عمرو بن العاصؓ تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وقت میں بھی حضرت عمرو بن العاصؓ ہی اسلامی لشکر کے امیر تھے۔

(۳) اسلامی فوج کے کوچ کا راستہ بھی ہر دو حضرات کے وقت میں ایک ہی تھا۔

(۴) حضور ﷺ کے وقت میں بھی بنو قضاعہ کو شکست ہوئی تھی اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے، صدیق اکبرؓ کے وقت میں بھی بنو قضاعہ ہی کو شکست فاش ہوئی اور دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

(۵) نبی اکرم ﷺ نے بھی عمرو بن العاص بنو قضاعہ کی مہم کے بعد عمان کا والی بنا کر عمان بھیج دیا۔ صدیق اکبرؓ نے بھی ان کو قضاعہ کی جنگ کے بعد عمان کی ولایت پر واپس بھیج دیا۔ (عمرو بن العاص ص ۵۸ بحوالہ طبری ج ۴ ص ۲۴)

6 حضرت خالدؓ بن ولید سے بھی ایک ہی سلوک

عہد رسالت میں ایک جنگ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بنی خزیمہ کے قیدیوں کو قتل کرنے میں جلد بازی دکھائی تھی۔ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ کو افسوس ہوا اور آپ نے قیدیوں کی دیت خود ادا کی اور کتے کے پانی پینے والا برتن تک واپس کر دیا۔ اللہ کے حضور حضرت خالدؓ کے اس فعل کیلئے برأت کی دعا کی۔

ہی ان کو قیادت سے معزول نہ فرمایا۔
عہد صدیقی میں بھی ایک جنگ میں جب حضرت خالدؓ پر الزام آیا کہ انہوں
نے مالک بن نویرہ کو بغیر کسی معقول وجہ کے قتل کر دیا۔ تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے
حضرت خالدؓ کو معزول کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن آپ نے ان کو اپنے منصب پر
برقرار رکھا۔ جس سے آپ کے ہر فعل میں نبی علیہ السلام سے انتہائی مشابہت کا پتہ
چلتا ہے۔ (ترجمہ ابوبکر صدیق کامل مصنفہ عباس محمود العقاد ص ۲۲۳/۲۲۴)

ہر دو حضرات علیہما السلام حج کے امیر

حج میں بھی یہاں تک موافقت و مطابقت ہے کہ پہلے سال نہ حضور ﷺ
امیر تھے نہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ! دوسرے سال حضور ﷺ بھی خود امیر حج تھے
اور دوسرے سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی خود۔
حضور ﷺ نے پہلے سال ۹ ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا
کر بھیجا اور دوسرے سال ۱۰ ہجری میں خود تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی
اللہ عنہ نے بھی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد پہلے سال حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور دوسرے سال خود تشریف لے گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہر دو حضرات کے کاندھوں پر

ہر دو حضرات علیہما السلام نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے دوش مبارک پر اٹھایا۔
حضرت عقبہؓ بن حارث سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی
نماز پڑھ کر مسجد سے باہر جا رہے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے

دیکھا تو کاندھے پر اٹھالیا اور فرمایا۔ میرا باپ قربان! نبی کریم ﷺ کے ہم شکل ہو علیؓ کے مشابہ نہیں ہو۔ حضرت علیؓ ساتھ تھے سنا تو ہنس پڑے (صحیح بخاری صفۃ النبی ﷺ)

یوں صدیق اکبرؓ نے نبی اکرم ﷺ کے اس فعل کی متابعت حاصل کر لی کہ آپ ﷺ نے اپنے نواسوں کو کاندھے پر اٹھایا کرتے تھے۔

10 حضرت ام ایمنؓ کی ملاقات

علامہ ندویؒ لکھتے ہیں: جن کے حال پر آپ ﷺ کا خاص لطف وکرم رہتا تھا حضرت ابوبکرؓ نے ہمیشہ ان کی تعظیم وتوقیر کا خیال رکھا۔ آنحضرت ﷺ اکثر حضرت ام ایمنؓ کے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ (خلفائے راشدین ص ۶۶ بحوالہ استیعاب)

11 حضرت جابرؓ کی عیادت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: حضور ﷺ اور ابوبکرؓ نے محلہ بنوسلمہ میں پیدل تشریف لاکر میری عیادت فرمائی۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب یو صیکم اللہ فی اولادکم)

کتنی حیرت انگیز مشابہت ہے کہ اہم ملی وملکی امور سے لے کر معمولی حالات روزمرہ کے واقعات اور عام اعمال میں بھی توافق بلکہ وحدت موجود ہے۔

خویش و اقارب

حیرت و استعجاب کا مقام ہے کہ حضور ﷺ اور صدیق اکبر ؓ میں خویش و اقارب آل اولاد سسرال اور داماد کے سلسلے میں بھی کامل توافق اور تشابہ موجود ہے۔

1 حضور ﷺ کے داماد سیدنا عثمان ؓ اور سیدنا حضرت علی ؓ سابقین اولین میں سے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ کے داماد سیدنا حضرت زبیر ؓ بھی سابقین اولین میں سے ہیں۔

2 حضور ﷺ کے داماد سیدنا عثمان اور سیدنا علی المرتضیٰ ؓ سادات المہاجرین میں سے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ کے داماد سیدنا زبیر ؓ بھی سادات المہاجرین میں سے ہیں۔

3 آنحضرت ﷺ کے داماد سیدنا حضرت عثمان ؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے داماد حضرت زبیر ؓ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

4 حضور ﷺ کے دوسرے داماد حضرت علی ؓ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور سیدنا صدیق اکبر ؓ کے دوسرے داماد خود آنحضور ﷺ ہیں اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ بھی عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ (مسند احمد جلد اول ص ۱۸۷ بروایت حضرت سعید بن زیدؓ)

5 حضور ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ سیدۃ النساء ہیں۔ حدیث میں آیا ہے "اے فاطمہ! کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ تو اہل جنت یا مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو" (بخاری و مسلم)

اسی طرح صدیق اکبر ؓ کی لخت جگر حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہؓ

افضل النساء ہیں۔ حدیث میں آیا ہے ''تمام عورتوں پر عائشہؓ کی فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید تمام کھانوں سے افضل ہے'' (بخاری ومسلم)

6 حضور ﷺ کی لخت جگر سیدہ فاطمہؓ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کی لخت جگر حضرت عائشہؓ بھی حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔

7 حضرت محمد ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے گھر میں بڑی عسرت اور تنگ دستی کا عالم تھا۔ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی گھر کے کاموں میں بہت مشقت کرنا پڑتی تھی۔ خود چکی پیستیں، خود ہی پانی کی مشک بھر کر لاتیں، چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں گھس گئیں تھیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ کے گھر میں بھی عسرت اور تنگدستی کا یہی حال تھا۔ اور ان کے گھر میں بھی خادمہ نہ تھیں اور انہیں بھی گھر کے کاموں میں بہت مشقت اٹھانی پڑتی تھی۔ گھوڑے کو چارہ کھلاتیں، ڈول سیتی تھیں، اور آٹا گوندھتی تھیں، پانی بھرتی تھیں، اور ایک فرلانگ سے کھجور کی گٹھلیاں سر پر لاد کر لاتی تھیں۔

8 حضور ﷺ کی لخت جگر حضرت سیدہ زینبؓ پر بوقت ہجرت حملہ کیا گیا۔ آپ ہودج میں اونٹ پر سوار تھیں اور آپ پر تیر پھینکے گئے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کی کی لخت جگر سیدہ عائشہؓ کی ذات اقدس پر جنگ جمل میں حملہ کیا گیا۔ آپ بھی اس وقت ہودج میں اپنے اونٹ پر سوار تھیں اور آپ پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔

9 حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیویوں کو کبھی آپ سے کوئی شکایت نہیں پیدا

ہوئی البتہ نفقہ میں کمی اور کفایت شعاری کا شکوہ ضرور رہا جس دن ازواج مطہراتؓ آنحضرت ﷺ سے نفقہ بڑھانے کا مطالبہ کیا اتفاق سے اسی دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہی مطالبہ کر رہی تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس بات پر غصہ آ گیا اور آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لے گئے تا کہ آپ ﷺ کے سامنے واقعہ بیان کر کے اپنی پریشانی دور کریں۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں بھی یہی حال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا پہلے سے ہی معاہدہ ہو چکا ہے۔ حالانکہ یہ کوئی باہم معاہدہ نہ تھا بلکہ معاہدہ تھا تو فطرت رسول اور فطرت صدیق میں تھا علیھما السلام۔

(10) نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے نواسوں میں حیرت انگیز وجوہات تشابہ پائی جاتی ہیں۔

(۱) جس طرح یزید کی بیعت سے نواسہ رسول ﷺ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اسی طرح نواسہ صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی انکار کیا۔

(۲) بیعت یزید کے مطالبہ پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دونوں نے پہلے مہلت طلب کی۔ اس وقت ولید بن عتبہ مدینہ کا حاکم تھا اس نے ہر دو حضرات کو طلب کیا۔ ابن زبیر نے تو ایک دن کی مہلت مانگ لی اور راتوں رات مدینہ سے نکل گئے۔ سیدنا حسینؓ ولید کے پاس چلے گئے اور اس سے مہلت مانگی۔ اگلے دن ولید نے یاددہانی کیلئے پھر آدمی بھیجا، آپ نے ایک دن کی اور مہلت مانگ لی۔ (سیر الصحابہ)

(۳) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلے گئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی شعبان ۶۰ھ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مکہ روانہ ہو گئے۔

(۴) جس طرح نواسہ، صدیق اکبر ﷺ داتوں رات مدینہ سے مکہ نکل گئے۔اسی طرح نواسہء رسول حضرت حسین ؓ کشمکش اور پریشانی میں اپنے اہل وعیال اور عزیز واقربا، کو لے کر رات کو نکل کھڑے ہوئے۔

(۵) ہردو حضرات کے ہاتھ پر لوگوں نے خلافت کی بیعت کی۔

مکہ پہنچ کر حضرت حسین ؓ نے شعب ابی طالب میں قیام کیا۔لوگ جوق در جوق زیارت کیلئے آنے لگے۔اہل کوفہ کے خطوط کا تانتا بندھ گیا۔عمائدین کوفہ نے آکر اصرار کیا کہ آپ جلد از جلد کوفہ تشریف لے چلیں وہاں کی مسند خلافت آپ کیلئے خالی ہے۔آپ نے پہلے اپنے بھائی مسلم ؓ بن عقیل کو وہاں حالات کا جائزہ لینے کیلئے بھیجا۔مسلم ؓ وہاں پہنچے تو لوگوں نے مسلم ؓ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور خفیہ طور سے ان کے ہاتھ پر سیدنا حسین ؓ کی بیعت کرنے لگے۔بیعت کا سلسلہ جاری ہوا تو اٹھارہ ہزار کوفیوں نے ان کے ہاتھ پر نواسہء رسول کی خلافت کی بیعت کی۔

حضرت ابن زبیر ؓ نے تہامہ اور اہل حجاز کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور محمد بن حنفیہ ؓ کے علاوہ باقی تمام لوگوں نے بیعت کرلی، بیعت لینے کے بعد انہوں نے یزید کے عمال کو مکہ سے نکال دیا۔اور یوں مسند خلافت پر متمکن ہو کر عملاً برسوں خلافت کی۔

(۶) اسی سیاست اور خلافت کے سلسلے میں ہردو حضرات کو جام شہادت نوش کرنا پڑا اور ظالم اعداء و مخالفین نے ہر دو حضرات کو اس دردناک اور الم انگیز طریقے سے شہید کیا جس کے تصور سے انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔

(۷) جس طرح ہزاروں کوفیوں نے حضرت سیدنا حسین ؓ کو باصرار بلوا کر غداری

کی اور ساتھ چھوڑ دیا۔ یا تو مسلم بن عقیلؓ کے ساتھ ۱۸ ہزار آدمی تھے یا سب نے ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑ دیا اور مسلمؓ تن تنہا رہ گئے (سیر الصحابہ ج ۶ ص ۱۶۱)

اسی طرح سیدنا عبداللہ ابن زبیرؓ کے ساتھیوں نے غداری کی اور رفتہ رفتہ دس ہزار آدمی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر حجاج سے مل گئے (ایضاً ۲۸۳)

(۸) جہاں سیدنا حسینؓ کے مقابلے میں شامی تھے وہاں سیدنا ابن زبیرؓ کے مد مقابل بھی شامی تھے۔

(۹) جہاں شامیوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو نرغہ میں لے لیا، وہاں سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا بھی حجاج نے شدید محاصرہ کر لیا۔

(۱۰) جس طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں شامیوں کا پورا لشکر تھا، اور ان کے ساتھ گنتی کے چند عزیز واقربا تھے، اسی طرح سیدنا عبداللہ ابن زبیرؓ کے ساتھ معدودے چند اشخاص تھے اور مقابل میں حجاج شامیوں کی فوج لے آیا تھا۔

(۱۱) جہاں نواسہ رسول سیدنا حسینؓ کی شہادت سے پہلے بھائیوں بھتیجوں اور فرزندوں نے بڑھ کر جام شہادت نوش کیا وہاں نواسہ صدیق اکبر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما کی شہادت سے پہلے بھائیوں اور فرزندوں نے جان کی قربانی دی

(۱۲) جس طرح نواسہ رسول ﷺ خود سب سے آخر میں شہید ہوئے اسی طرح نواسہ صدیق رضی اللہ عنہ بھی آخر میں شہید ہوئے۔

(۱۳) ساتھیوں اور عزیزوں کے شہید ہو جانے کے باوجود ہر دو حضرات کی شجاعت میں کوئی فرق نہ آیا اور اپنی شہادت سے پہلے ہر دو حضرات شیروں کی طرح اپنے مخالفین سے لڑے اور متعدد اعداء و اشقیاء کو تلوار کے گھاٹ اتار کر

خود جام شہادت نوش فرمایا۔

(۱۴) ہر دو حضرات کے مخالف ہزاروں افراد کا لشکر تھا مگر کسی کو نواسہ رسول ﷺ اور نواسہ صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب کی ہمت نہ پڑتی تھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مخالف لشکر کو اگر شمر نے ابھارا تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مقابل لشکر کو حجاج نے للکارا۔

(۱۵) جس طرح مالک بن شیر کندی کی تلوار سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے کاسہ سر تک پہنچ گئی اسی طرح ایک شامی کے پتھر سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر کھل گیا۔

(۱۶) جس طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر اقدس سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا اور سارا بدن خون کے چھینٹوں سے لال احمر ہو گیا اسی طرح حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے چہرہ سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا اور داڑھی خون سے تر ہو گئی۔

(۱۷) جس طرح نواسہ رسول ﷺ کا سارا بدن زخموں سے چور ہو چکا تھا اسی طرح نواسۂ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زخموں سے چور ہو چکے تھے۔

(۱۸) ہر دو حضرات کو شہید کرنے کی کسی ایک شقی میں قطعاً ہمت نہ تھی جہاں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو متعدد ملعونوں نے مل کر تیر تلوار اور نیزہ کے پے در پے وار کر کے شہید کیا وہاں سیدنا ابن زبیرؓ کو شامیوں کے انبوہ کثیر نے نرغہ میں لے کر قتل کر دیا۔

(۱۹) نواسہ نبی ﷺ اور نواسہ صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی اپنی شہادت کے سلسلہ میں جس جرأت و بے باکی اور صبر و ثبات کا مظاہرہ فرمایا اس کی مثال انسانیت کی تاریخ میں کم تر ملے گی۔

(۲۰) ہر دو حضرات کو شقی القلب ظالم اعداء نے شہادت کے بعد بھی معاف نہ کیا۔

(۲۱) ہر دو حضرات کے سر مبارک تن اقدس سے جدا کیے گئے۔ اور لاش کی توہین

کی گئی۔

(۲۲) امام ہمام کو شہید کرنے کے بعد بھی سنگ دل اور خونی شامیوں کا جذبہ عناد فرو نہ ہوا۔ اور شہادت کے بعد وحشی شامیوں نے اس جسد اطہر کو جسے رسول ﷺ نے اپنے جسد مبارک کا ٹکڑا فرمایا تھا گھوڑوں کے ٹاپوں سے پامال کیا۔ اسی طرح سنگ دل اور کینہ توز حجاج کی آتش انتقام ابن زبیرؓ کے خون سے نہ بجھی۔ قتل ہونے کے بعد اس نے سر کٹوا کر عبدالملک کے پاس بھجوادیا اور لاش بیرون شہر ایک بلند مقام پر سولی پر لٹکوادی۔

(۲۳) سیدنا حضرت حسینؓ کی نعش دو تین دن بے گور و کفن رہی۔ شہادت کے دوسرے یا تیسرے دن غاضریہ کے باشندوں شہداء کی لاشیں دفن کیں۔ (سیر الصحابہ ص ۲۲۴)

ادھر! ستم رسیدہ ماں نے تجہیز و تکفین کی اجازت مانگی لیکن حجاج نے اس کی بھی اجازت نہ دی۔ (ایضاً ص ۲۸۷)

(۲۴) جس طرح حضرت حسینؓ کا لاشہ بے سر کے دفن کیا گیا اسی طرح ابن زبیر کی نعش بھی سر کے بغیر دفن کیا گئی۔

(۲۵) سیدنا حسینؓ کا سر اقدس وجود مقدس سے جدا کر کے پہلے کربلا سے کوفہ پھر کوفہ سے شام روانہ کیا گیا۔ ابن زبیرؓ کے قتل ہونے کے بعد سر کٹوا کر عبدالملک کے پاس شام بھجوادیا گیا۔

(۲۶) سیدنا حسینؓ کے شہادت کے بعد جس طرح بنات رسول ﷺ نے جرأت ایمانی کا مظاہرہ کیا اور سیدہ زینب بنت فاطمہؓ نے انتہائی جرأت و دلیری کے ساتھ ظالم و جابر گورنر کوفہ ابن زیاد کو دندان شکن جواب دیئے۔

اسی طرح بنت صدیق حضرت اسماءؓ نے سیدنا عبداللہؓ کی شہادت کے سلسلہ میں بے مثال صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا اور بے نظیر بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ظالم وشقی حجاج کے دانت کھٹے کیے۔

اس طرح نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبرؓ میں اس حد تک مطابقت پائی جاتی ہے کہ ان کے سیرت، اخلاق اور کردار سے گزر کر ان کے رشتہ اور خون میں یکسانیت پائی جاتی ہے اور ہر دو حضرات کے اعزہ واقارب کی صفات اور آل اولاد کے حالات وسوانح میں مطابقت بلکہ واقعات کی جزئیات میں بھی وحدت و یک رنگی ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مناصب و علائق

منصب اور تعلقات کے اعتبار سے بھی نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبرؓ کے درمیان ایسی حیرت انگیز مطابقت پائی جاتی ہے کہ انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ مثلاً

1. حضور نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبرؓ دونوں حضرت عمرؓ کے صاحب (ساتھی) ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ (وفات کے بعد) حضرت عمر بن الخطابؓ چارپائی پر رکھے گئے اور میں لوگوں کے ساتھ ان کے لئے اللہ سے دعا مانگ رہا تھا۔ اچانک ایک شخص میرے پیچھے سے میرے کندھوں پر اپنی کہنیاں رکھ کر کہنے لگا: ''اللہ آپ پر رحمت فرمائے، بلاشبہ مجھے امید تھی کہ اللہ آپ کو آپ کے صاحبین کے ساتھ کر دے گا۔ کیونکہ میں اکثر رسول اللہ ﷺ

سے سنا کرتا تھا، آپ فرمایا کرتے تھے۔ ''میں اور ابوبکر و عمر تھے، میں نے اور ابوبکر اور عمر نے کیا، میں اور ابوبکر اور عمر چلے، میں اور عمر داخل ہوئے، میں اور ابوبکر اور عمر باہر رہے''

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے توجہ کی تو وہ علیؓ بن ابی طالب تھے۔ (بخاری و مسلم)

2 حضرت عمر فاروقؓ کو جو شان ملی حضور ﷺ کے صدقہ ملی۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ شان بطفیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ملی۔ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں

اس حقیر کی رائے میں حضرات شیخین جمیع صحابی رضی اللہ عنہم میں ممتاز شان اور منفرد مقام کے مالک ہیں کوئی ان کا شریک نہیں، نیز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے طفیل اس دولت سے مشرف ہیں۔

3 سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس طرح نبی کریم ﷺ سے فیض پایا اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی تربیت پائی ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے رسالہ قدسیہ میں تحقیق کی ہے کہ حضرت امیرؓ نے جس طرح حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوۃ والسلام سے تربیت پائی ہے اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ سے بھی پائی ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول ص ۲۷)

4 ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب حضور ﷺ

اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عروہؓ کا قول ہے۔

''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ محبوب تھے''

5 ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہؓ سے ہر دو حضرات کو بے حد محبت تھی۔

6 جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد ہیں، اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے جد امجد ہیں۔

7 جہاں رب العزت نے اپنی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبکم فرمایا ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صاحبکم فرمایا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارہ پکڑے ہوئے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اما صاحبکم فقد غامر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے صاحب یعنی حضرت ابوبکر ابھی کسی سے لڑ کر آرہے ہیں۔ (صحیح بخاری مناقب المہاجرینؓ باب فضل ابی بکرؓ)

8 ہر دو حضرات علیہما السلام امت کے مقتدا ہیں۔ حضرت شیبہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے ساتھ تھا، فرمایا ''میرا ارادہ ہے کہ بیت اللہ میں جتنا بھی سونا اور چاندی ہے سب مسلمانوں میں تقسیم کر دوں'' میں نے عرض کیا آپ ایسا نہ کریں۔ فرمایا کیوں؟ میں نے عرض کیا ''آپ کے دونوں دوستوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے یہ نہیں کیا، فرمایا وہی دو ایسے ہیں جن کی اقتداء کرنی چاہیے'' (صحیح بخاری کتاب الحج باب کسوۃ الکعبہ)

9 ہر دو حضرات امت مسلمہ کے مقتدا تو ہیں لیکن وحدت کا کمال یہ ہے کہ یک

دن ایک ہی نماز میں دونوں امام ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر سے کہہ دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ حضور ﷺ کے اصرار پر حضرت ابوبکر ؓ نے ان دنوں نماز پڑھائی۔ ایک دن حضور ﷺ کو تکلیف میں تخفیف محسوس ہوئی اور آپ دو شخصوں کا سہارا لے کر تشریف لائے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آہٹ پا کر پیچھے ہٹنے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیچھے نہ ہوں۔ آپ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھ گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اور حضور ﷺ بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے ہیں۔ حدیث کے الفاظ ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی اقتداء کرتے تھے، اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

10 حضور کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی آسمانوں میں مکتوب و مرقوم ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ ابو یعلی نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' مجھے آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ میں کسی آسمان سے نہیں گزرا مگر میں نے اس میں اپنا نام لکھا ہوا دیکھا محمد رسول اللہ ﷺ اور اپنے بعد ابوبکر صدیقؓ لکھا ہوا دیکھا''

(تاریخ الخلفاء فصل فی الاحادیث الوادۃ فی فضلہ (ابی بکر الصدیق)

11 جس طرح حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم حضور کریم ﷺ کی مدح و تعریف میں

رطب اللسان رہتے تھے اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ کی مدح بھی کرتے تھے۔

⑫ ہر دو حضرات کی شان میں کفار و مشرکین گستاخیاں کرتے تھے۔ مورخ ندوی لکھتے ہیں:۔ کعب اور بجیر دو بھائی تھے، ان کے باپ زہیر جاہلیت کے مشاہیر شعرا میں تھے اس لئے شاعری ان دونوں کو وراثتاً ملی تھی۔

بجیرؓ مشرف باسلام ہو گئے۔ کعب کو ان کے اسلام کی خبر ہوئی تو انہوں نے جوش انتقام میں آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہہ ڈالے آنحضرت ﷺ نے یہ اشعار سنے تو آپ کو بڑی تکلیف ہوئی اور آپ نے اعلان کر دیا کہ کعب جہاں ملے اس کا کام تمام کر دیا جائے۔

⑬ ہر دو حضرات جہاں مشرکین مکہ کے ظلم و تشدد کا ہدف و نشانہ بنے، وہاں زبان و بیان سے بھی ہر دو حضرات کو ستایا گیا اگر کفار و مشرکین نے حضور ﷺ کو مجنون کہا و یقولون انه لمجنون (پارہ ۲۹ سورۃ القلم)

⑭ تو انہی کفار و مشرکین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی مجنوں کہا فالو هذا ابن ابی قحافه لمجنون (ترجمہ از ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل سوم تفسیر آیات خلافت)

⑮ کفار و مشرکین مکہ کے ہر دو حضرات علیہما السلام پر ظلم و جور حد سے بڑھ گئے۔ حتیٰ کہ مکہ کی وسیع و عریض زمین ان پر تنگ کر دی گئی۔ اور ظالم قوم نے وطن عزیز سے ہر دو حضرات کو نکال دیا۔ جب مکہ مکرمہ میں اعلائے کلمۃ اللہ کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کا راستہ مسدود ہو گیا۔ تو مجبوراً اشاعت دین کے مقصد اعلیٰ کے پیش نظر ہر دو حضرات نے سرداران قریش کا جوار

قبول کیا۔ اور سرداران قریش کی پناہ وحمایت منظور کی۔

آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات کے بعد مکہ والوں نے آپ ﷺ کو نکال دیا تو آپ دعوت دین کی خاطر طائف چلے گئے۔ لیکن جب طائف والوں نے بھی آپ کو سخت تکالیف پہنچائیں تو آپ مکہ واپس ہوئے اور سردار مطعم بن عدی کو پناہ کے لئے کہا۔ اس نے آپ کو پناہ دی اور اپنے بیٹوں کو آپ کی حفاظت کا حکم دیا یوں آپ مکہ تشریف لائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات میں آتا ہے۔ کہ آپ اہل مکہ کے مظالم سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے روانہ ہوئے راستہ میں قبیلہ قارہ کے سردار ابن ابی الدغنہ سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے آپ کو ہجرت سے روکا اور اپنی پناہ میں مکہ واپس لے آیا۔

تو مکہ سے نکلنا اور پھر کسی کی پناہ میں واپس آنا۔ یہاں بھی ہر دو حضرت علیہما السلام میں مطابقت ہے۔

14 اہل مکہ نے جب نبی اکرم ﷺ کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا تو حضور ﷺ اپنے چچا ابو طالب اور سارے خاندان کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہوئے۔ وہاں تین سال کی طویل مدت انتہائی مصائب میں گزری۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھلا کسی کام میں نبی علیہ السلام کی متابعت کے بغیر کیسے رہ سکتے تھے، وہ بھی از خود اس مصیبت میں شریک ہو گئے۔ اور تین سال حضور ﷺ کے ساتھ ہی گزار دیئے۔

ارشاداتِ قرآنی والقاباتِ ربانی

حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ میں باہمی توافق وتشابہ اور مطابقت ووحدت کی انتہا یہ ہے کہ ارشادات قرآنی والقابات ربانی میں بھی اس کی جھلک موجود ہے مثلاً

1 اتقیٰ واکرم

ہر دو حضرات کو اتقیٰ اور اکرم کا اعلیٰ لقب دیا گیا، ''ترمذی طبرانی ابن مردویہ ابونعیم اور بیہقی نے (دلائل میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا۔

وانا اتقی ولد ادم واکرمھم علی اللہ تعالیٰ ولا فخر

میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولاد آدم سے اتقیٰ (پرہیز گار) اور اکرم (معزز) ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے (یعنی یہ تحدیث نعمت ہے)

ادھر قرآن کریم میں سیدنا صدیق اکبرؓ کو اتقیٰ فرمایا جا رہا ہے۔ اور آپ اکرم بھی ہیں۔

وسیجنبھا الاتقی ○ الذی یؤتی مالہ یتزکی ○

اور جہنم سے اتقیٰ (پرہیزگار) صاف بچا دیا جائے گا جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہو جائے۔ (الیل)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ آیت کے الفاظ عام ہیں مگر اس کا سبب حضرت ابوبکرؓ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے

حضرت بلالؓ وغیرہ کو خرید کر اللہ کیلئے آزاد کر دیا تھا۔ (تفسیر بیان القرآن)

تو اس آیت میں حضرت ابو بکر صدیق ﷜ کو اتقی فرمادیا گیا ہے اور دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے۔

"ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (حجرات)

(بلاشبہ اللہ کے نزدیک تمہارا اکرم (معزز) وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ اتقی (پرہیزگار) ہے۔ تو حضرت ابو بکرؓ اتقی ہیں اور اکرم بھی ہوئے)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ابن جریرؒ نے عامر ﷜ بن عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات ابو بکر ﷜ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

③ بشارت رضا ربی

اللہ رب العزت نے ہر دو حضرات کو اپنی رضاء کی بشارت دی ہے۔ حضور ﷺ سے ارشاد فرمایا گیا **ولسوف یعطیک ربک فترضی**

اور عنقریب آپکا پروردگار آپ کو دنیا و آخرت میں بکثرت نعمتیں دیگا۔ سو آپ راضی ہو جائیں گے (پارہ ۳۰ سورہ الضحیٰ)

اور اس سے متصل پہلی سورۃ میں سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا گیا **ولسوف یرضیٰ**

اور یہ شخص عنقریب راضی ہو جائے گا (سورۃ الیل)

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ ان آیات کا نزول سیدنا صدیق اکبر ﷜ کی شان میں ہوا۔

③ محب ومحبوب الٰہی

قرآن پاک میں آیا ہے

یا ایھاالذین امنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونه

اے ایمان والو! جوکوئی تم میں سے پھر گیا اپنے دین سے، پس اللہ تعالٰی جلدی ایک قوم لے آئے گا جو اس سے محبت کرے گی اور اللہ ان سے محبت کرے گا۔(تاریخ الخلفاء)

امام بیہقیؒ کہتے ہیں حسن بصریؒ نے اس آیت کے بارے میں ارشادفرمایا خدا کی قسم! وہ ابوبکر اور ان کے اصحاب ہیں، جب عرب مرتد ہوگئے تو ابوبکر اور ان کے ساتھیوں نے ان سے جہاد کیا اور ان کو اسلام کی طرف پھیر لائے۔حضرت شاہ ولی اللہؒ نے بھی اس آیت کا مورد یہی بیان کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے زیر سایہ اور ان کے حکم سے جہاد کرنے والے اللہ تعالٰی کو اسی طرح محبوب ہیں جس طرح نبی علیہ السلام کی اتباع کرنے والے۔جن کے متعلق ارشاد ربانی ہے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران)

آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالٰی تم سے محبت کرنے لگیں گے

تو حضور ﷺ کی اتباع کی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اتباع بھی محبوبیت خدا کی موجب ہے۔

④ آپس میں رحیم، کفار پر سخت

اسی آیت قتال میں اصحاب صدیق ؓ کی شان میں آیا ہے

اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین (مائدہ)

وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کافروں پر سخت ہوں گے۔

اصحاب رسول ﷺ کی شان میں آیا ہے

محمد رسول الله و الذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں (فتح)

وحدت و یک رنگی کا کمال ملاحظہ ہو کہ اصحاب و متبعین میں بھی وحدت و یک رنگی پیدا ہو گئی اور دونوں کے اوصاف ایک سے ہو گئے۔

⑤ ملامت سے بے خوف و بے نیاز

اسی آیت قتال مرتدین میں ارشاد ہوتا ہے

ولا یخافون لومة لائم (پارہ ٦)

اور وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے

اسی طرح حضرت عبادہؓ بن صامت سے ایک حدیث مروی ہے جس میں انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے جن باتوں پر نبی علیہ السلام سے بیعت کی ایک ان میں تھی لا نخاف فی الله لومة لائم کہ ہم اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کریں گے۔

تو گویا ہر دو حضرات علیہما السلام کے ساتھی کسی اللہ کی خاطر کی ملامت سے بے

خوف و بے نیاز تھے۔

⑥ فضل الٰہی کے مورد خاص

نبی علیہ السلام اور صدیق اکبر دونوں پر اللہ کا خاص فضل ہے۔

آیت قتال مرتدین میں مجاہدین صدیق اکبرؓ کے اوصاف بیان فرمانے کے بعد رب العزت ارشاد فرماتے ہیں **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء** (مائدہ) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہیں عطا فرمادیں

حضور ﷺ کی بعثت اور شان نبوت کا ذکر فرمانے کے بعد اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء (جمعہ)**

غور فرمائیں کہ ارشاد ربانی کے الفاظ ہر دو حضرات کے لئے بالکل ایک ہیں۔

⑦ لاتحزن

ہر دو حضرات کو لاتحزن کے دلآویز خطاب سے نوازا گیا۔

حضور ﷺ سے ارشاد فرمایا گیا

ولا تحزن علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون ○ (نحل)

(اور ان کا غم نہ کھایئے اور یہ جو مکر جاتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہوں)

ادھر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بھی ارشاد فرمایا گیا

اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا (توبہ)

(جب رسول ﷺ اپنے رفیق سے فرما رہے تھے کہ تم میرا غم نہ کھاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے)

9 ثانی اثنین

ہر دو حضرات کو ثانی اثنین کا لقب ملا۔

اسی آیت ہجرت میں حضور ﷺ کو ثانی اثنین کے لقب سے ملقب فرمایا گیا۔

اذا خرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار (توبہ)

جب کہ یہی لقب یار غار صدیق اکبرؓ کا بھی ہے۔

تو حضرات نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبرؓ کے مابین ارشادات الٰہی و القابات ربانی میں بھی مطابقت و مشابہت بلکہ وحدت و ہم آہنگی موجود ہے

مرض وفات

جو مرض ہر دو حضرات علیہما السلام کی وفات کا باعث بنی اس میں بھی حیرت انگیز مطابقت اور تشابہ پایا جاتا ہے۔

1 نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں حضرات کی بیماری اور وفات میں زہر کا دخل اور اثر تھا۔

2 پھر دو حضرات علیہما السلام کو یہ زہر یہود نے دیا تھا۔

3 اور ہر دو حضرات علیہما السلام کو یہ زہر کھانے میں دیا گیا تھا۔

4 جس کھانے میں زہر دیا گیا وہ ہر دو حضرات علیہما السلام کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔

5 پھر یہ زہر زود اثر نہ تھا بلکہ ہر دو حضرات پر ایک مدت کے بعد اس نے اثر کیا۔

6 ہر دو حضرات علیہما السلام کے ساتھ زہریلے کھانے میں دوسرا آدمی بھی شریک تھا۔ اس پر زہر نے فوراً اثر کیا اور وہ انتقال کر گیا۔

7 چونکہ ان حضرات علیہما السلام کی وفات مقدسہ کا اصل سبب زہر تھا۔ اس لئے در حقیقت ان کی وفات شہادت سے ہوئی۔ گو بظاہر جام شہادت نوش نہیں فرمایا۔ اس طرح شہادت کے شرف سے بھی مشرف ہو گئے۔ لیکن شہادت کی ظاہری تکلیف و توہین سے بھی بچ گئے رب العزت نے اپنے ان خاص الخاص محبوب و مکرم بندوں کو خاک و خون میں تڑپانا گوارا نہ فرمایا۔

8 ہر دو حضرات علیہما السلام کی مرض وفات کی ظاہری نوعیت یہ تھی کہ بخار ہوا۔

9 یہ بخار دو ہفتے رہا۔ اسی طرح ہر دو حضرات کی مدت علالت تقریباً دو ہفتے بنتی ہے۔

10 ہر دو حضرات علیہما السلام کا بخار نہایت شدید تھا۔

11 ہر دو حضرات علیہما السلام کی بیماری اس قدر شدید تھی اور بخار اس درجہ تیز تھا کہ غشی کے دورے پڑ جاتے تھے۔

12 اور اسی تکلیف سے آخری ایام مرض میں مسجد تک تشریف لے جانا مشکل ہو گیا اور ہر دو حضرات علیہما السلام نے امامت صلوٰۃ کے لئے دوسرے آدمی کو حکم دیا۔ ہر دو حضرات علیہما السلام نے جس صاحب کو حکم دے کر اپنے مصلی پر کھڑا کیا۔ وہ بعد میں قوم وملت کا مستقل امام بنا، یعنی حضور ﷺ کے قائم مقام صدیق اکبرؓ اور صدیق اکبرؓ کے قائم مقام حضرت عمرؓ منصب خلافت پر فائز ہوئے۔

13 ہر دو حضرات علیہما السلام پر بے حد ضعف و نقاہت طاری تھی۔

14 ہر دو حضرات علیہما السلام کو سہارے کے بغیر چلنا بلکہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔ باوجود شدید ضعف و نقاہت کے ہر دو حضرات علیہما السلام نے آخر وقت مسجد نبوی میں جھانکا۔

15 اہل مسجد ان حضرات علیہما السلام کے جلوۂ جمال اور ارشاد سے مسرور و مشرف ہوئے۔

16 ہر چند کہ علاج معالجہ سنت کے خلاف نہیں مگر طبعاً حضور کریم ﷺ صدیق اکبرؓ دونوں کو دوا نوشی گوارا نہ تھی۔

17 نبی اکرم اور صدیق اکبرؓ کی حیات طیبہ کا لمحہ لمحہ خدمت دین میں صرف ہوا۔ حتیٰ کہ عالم نزع میں بھی ہر دو حضرات علیہما السلام برابر اس مقدس فرض کی سرانجامی میں مصروف و منہمک رہے۔

18 ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ہر دو حضرات علیہما السلام نے اپنی زندگی کے آخری لحات میں باطل کے مقابلے میں اسلامی لشکروں کی روانگی کا حکم فرمایا۔

19 پھر جہاں حضور ﷺ نے باوجود بے حد نقاہت و تکلیف کے حضرت اسامہؓ کو شرف ملاقات بخشا، وہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حد درجہ ضعف و نقاہت کے باوجود مثنیٰ شیبانیؓ کو اپنے پاس بلوالیا اور حالات سنے۔

20 پھر جس طرح حضور ﷺ کے مامور جیش حضرت اسامہؓ کی روانگی خلیفہ رسول ﷺ سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہاتھوں نفاذ پذیر ہوئی۔

اسی طرح حضرت مثنیٰؓ کی مدد کے لئے جیشؓ کی روانگی خلیفہ صدیقؓ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔

عالم نزع

1 ہر دو حضرات کی وفات کے وقت شدت کی تکلیف پیش آئی۔

2 ہر دو حضرات علیہما السلام کی وفات کے وقت ان کی صاحبزادیاں ان کے

پاس موجود تھیں۔

نبی علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ کی لخت جگر سیدہ فاطمہؓ آپ کے پاس موجود تھیں۔ اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات کے وقت ان کی لخت جگر حضرت عائشہؓ سرہانے موجود تھیں اور ہر دو نے اپنے جذبات غم والم کا اظہار فرمایا۔

3 روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے آخری لمحات میں جو کلمات ارشاد فرمائے وہ کچھ یوں ہیں

مع الذین انعمت علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین

الٰہی! مجھے ان حضرات کی معیت عطا فرما جن پر آپ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء (متفق علیہ)

طبقات ابن سعد میں ایک روایت یوں ہے کہ آپ نے فرمایا

مع الرفیق الاعلیٰ فی الجنه مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا

آخر میں یہ دعا کی اللهم الرفیق الاعلیٰ

سیدنا صدیق اکبرؓ سے آخر میں یہ دعا منقول ہے۔

توفنی مسلما والحقنی با الصالحین

(اے میرے پروردگار مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دینا اور مرنے کے بعد مجھے صالحین کے ساتھ ملا دینا)

وفات

1. دونوں حضرات علیہما السلام کا یوم وفات ایک ہی ہے۔ یعنی دوشنبہ
2. ہر دو حضرات علیہما السلام کی وفات پر پورے مدینہ میں غم و اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ لوگوں پر کرب و تاسف کی ایک جیسی کیفیت طاری تھی۔
3. تجہیز و تکفین میں بھی کامل وحدت تھی ہر دو حضرات علیہما السلام کو تین کپڑوں میں دفن کیا گیا اور ہر دو حضرات کا جنازہ بھی ایک ہی چارپائی پر رکھا گیا۔
4. ہر دو حضرات کی تدفین رات کو عمل میں آئی۔
5. ہر دو حضرات علیہما السلام ایک ہی بقعہ مبارک میں "روضۃ من ریاض الجنۃ" میں قیامت تک استراحت فرما ہیں۔
6. ہر دو حضرات علیہما السلام کی مدت حیات ایک ہی ہے، یعنی تریسٹھ برس ہے۔
7. ہر دو حضرات علیہما السلام نے جب وفات پائی تو میراث میں کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔
8. ہر دو حضرات علیہما السلام نے جس طرح ذاتی میراث میں کچھ نہ چھوڑا اسی طرح بیت المال میں بھی کچھ نہ چھوڑا۔ جو کچھ آتا تھا مسلمانوں پر خرچ کر دیتے تھے۔
9. جس طرح رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ صدیق اکبر حضور ﷺ کے بعد افضل الامت ہیں اسی طرح صدیق اکبرؓ کے خلیفہ فاروق اعظمؓ صدیق اکبرؓ کے بعد افضل الامت ہیں۔

کمال مشابہت

بیان کردہ ان حالات وواقعات سے یہ معلوم ہوگیا کہ صدیق اکبرؓ کی ذات مبارکہ کو نبی علیہ السلام سے کس قدر کمال شباہت نصیب تھی۔ لیکن کیا یہ محض اتفاقات تھے جن کو تاریخ سے اخذ کرلیا گیا؟ نہیں ان کی نبی علیہ السلام کے ساتھ اس مشابہت کو ان کو دیکھنے والے بھی محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

ہجرت کے موقع پر نبی اکرم ﷺ صدیق اکبرؓ کو لے کر مدینہ طیبہ پہنچے ہیں۔ اہل مدینہ کے دید ودانش رکھنے والے لوگ سامنے کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ مہمان آرہے ہیں۔ انہوں نے اس وقت سیدنا صدیق اکبرؓ کو اللہ کا پیغمبر سمجھ کر سلام کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ صدیق اکبرؓ مصافحہ کرتے رہے تاکہ میرے محبوب ﷺ کی تھکاوٹ میں مزید اضافہ نہ ہو۔ جب سب حضرات مصافحہ کر کے بیٹھ چکے اس وقت سورج نکل آیا۔ اس وقت لوگوں نے دیکھا کہ جس کو وہ نبی سمجھ رہے تھے انہوں نے اپنی چادر اٹھائی اور اپنے ساتھی کے سر پر بچھادی۔ دنیا کو پھر پتہ چلا کہ تابع کون ہے اور متبوع کون ہے، نبی کون ہے اور امتی کون ہے۔ قربان جائیں صدیق اکبرؓ، آپ کی اتباع سنت پر کہ آپ کے سامنے اتنے لوگ موجود تھے مگر وہ آقا اور غلام میں فرق نہ کرسکے۔ گفتار میں، کردار میں، رفتار میں، اور لباس میں اتنی مشابہت تھی، نقل اپنے آپ کو اصل کے اتنا قریب کر چکی تھی کہ کسی کو فرق کا پتہ ہی نہ چلا۔

آپ کی نبی علیہ السلام کے ساتھ اس مناسبت ومشابہت کا اعتراف تو جلیل القدر صحابہ بھی کیا کرتے تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ انتقال فرماگئے تو ان

ایک چادر اوڑھا دی گئی۔ حضرت علیؓ تشریف لائے اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور فرماتے لگے

اے ابوبکر! آپ رسول خدا ﷺ کے دوست تھے اور سیرت و عادت راست روی و مہربانی اور فضل و بزرگی میں رسول خدا ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔

خود نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ بر سر منبر فرمایا کہ اے لوگو! ابوبکر وہ ہیں جنہوں نے زندگی بھر مجھے مغموم نہیں کیا۔ مطلب یہ کہ ان کے اعمال و افعال ہمیشہ نبی کریم ﷺ کے مزاج اور سوچ کے موافق رہے۔

صدیق اکبر کا عشق رسول ﷺ

سوچنے کی بات ہے کہ صدیق اکبرؓ کو نبی علیہ السلام سے یہ کمال تشابہ اور اتحاد و اتفاق کیسے حاصل ہو گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ انتہا درجہ کا عشق تھا۔ ان کی سوچ فکر، اور مزاج پر نبی علیہ السلام کا عشق حاوی ہو چکا تھا۔ اسی عشق رسول ﷺ کی وجہ سے ان کی فطرت حضور ﷺ کی فطرت کے قریب تر ہو گئی تھی۔ ان کے باطن کی تاریں کچھ اس طرح سے حضور ﷺ کے باطن سے مل گئی تھیں کہ جو افعال بھی ان کی ذات سے نکلتے تھے اس پر عشق رسول ﷺ کی چھاپ لگ جاتی تھی۔ ان کے عشق رسول ﷺ کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ

ایک محفل میں اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ جب سیدنا صدیق اکبرؓ نے سنا تو تڑپ کر بولے، اے اللہ کے محبوب ﷺ

! مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کونسی ؟ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! ایک آپ ﷺ کے چہرے انور کو دیکھتے رہنا اور دوسرا آپ ﷺ پر اپنا مال خرچ کرنا اور تیسرا یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے۔ سبحان اللہ، انہوں نے تین باتیں کہیں اور دیکھیں کہ تینوں کا مرکز اور محور محبوب ﷺ کی ذات اقدس بن رہی ہے۔ مرشد کی ذات بن رہی ہے۔ محبت شیخ کا اس سے اعلیٰ کوئی اور مقام نہیں ہو سکتا جو سیدنا صدیق اکبرؓ کو نصیب تھا۔

عشق رسول ﷺ کا نتیجہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس عشق رسول ﷺ کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات سے ایک ایسی مناسبت حاصل ہوگئی کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا مَا صَبَّ اللّٰهُ فِي صَدْرِي اللہ نے میرے سینے میں جو کچھ ڈالا اِلَّا وَ قَدْ صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ اَبِي بَكْرٍ میں نے اس سب کچھ کو ابو بکر کے سینے میں ڈال دیا ہے۔ یہ ہوتی ہے نسبت اتحادی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی انتہا درجے کی محبت رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ کی وجہ سے ان کے اندر ایسی استعداد پیدا ہو چکی تھی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے علوم نبوت کو ان کے سینے میں القا فرما دیا۔

سیدنا عمر ابن الخطابؓ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ پر بارش ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ کے جہاں قدم مبارک ہیں وہاں ابو بکر صدیقؓ کا سر ہے۔ بارش کا جو پانی نبی اکرم ﷺ پر آرہا ہے وہ سارے کا سارا ابو بکر صدیقؓ پر آرہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آپ کو بھی قریب کھڑے دیکھا۔ عمر ابن

الخطاب کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ سے چھینٹے اڑ کر میرے اوپر پڑ رہے ہیں اور میں بھی بھیگا چلا جا رہا ہوں۔ صبح اٹھے اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں نے رات خواب میں یہ چیزیں دیکھی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، عمر! یہ علوم نبوت تھے جو بارش کی طرح میرے اوپر برس رہے تھے، صدیقؓ کو چونکہ میرے ساتھ کمال مناسبت نصیب ہے اس لئے وہ مجھ سے سب سے زیادہ کمالات پا رہا ہے اور اس کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے تم بھی ان علوم کو حاصل کر رہے ہو۔

عارف ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اسرار و لطائف بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ عنہما نبوت محمد کے بار کے حامل ہیں۔

ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ تو گویا رسول اللہ ﷺ کے ہم منزل ہیں اور فرق ہے تو صرف اوپر اور نیچے کا (یعنی حضور ﷺ بالائی منزل میں ہیں اور ابو بکر صدیق اس محل کی نچلی منزل میں ہیں)

صدیقی نسبت

نبی اکرم ﷺ سے علوم نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ نے حاصل کیے اور علوم ولایت حضرت علیؓ نے حاصل کیے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جس کسی نے تربیت اور فیض پایا انہوں نے ان سے انہی علوم نبوت کا فیض حاصل کیا۔ تو اس طرح ایک سلسلہ طریقت آگے چلا جس کو شروع میں صدیق اکبرؓ کی نسبت

سے صدیقی سلسلہ کہتے تھے اور ان کی نسبت کو صدیقی نسبت کہتے تھے۔ بعد ازاں ایک جلیل القدر شیخ حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند بخاریؒ کے سلسلہ میں آنے سے یہ سلسلہ نقشبندیہ مشہور ہو گیا۔ تو سلسلہ نقشبندیہ کے سرخیل اور امام حضرت صدیق اکبر ؓ ہیں۔

دستورِ عمل

سالکین طریقت کیلئے جناب صدیق اکبر ؓ کی زندگی ایک روشن مثال ہے۔ ہر وہ سالک جو اس سلسلہ کی نسبت کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو چاہئے کہ ایک تو وہ اپنے شیخ سے محبت اور کمال مناسبت پیدا کرے۔ دوسرا ہر ہر عمل و فعل میں اتباع سنت کا اہتمام کرے۔ کیونکہ سلسلہ کے امام سیدنا صدیق اکبر ؓ نے اس نسبت کو اسی طریقہ سے حاصل کیا۔ اور یہی ان کے متوسلین اور پیروکاروں کیلئے دستورِ عمل ہے۔ جو کوئی بھی اس دستورِ عمل کو اپنائے گا وہ اس نسبت کے نور سے فیض یاب ہو گا۔